نیتا جی

حشمت کمال پاشاؔ

B-119، نواب واجد علی شاہ روڈ، گارڈن ریچ کولکاتہ۔700024

جانکی ناتھ بوس ایک کامیاب وکیل تھے اور کٹک کے باعزت لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ انگریزی حکومت نے انھیں رائے صاحب کا خطاب عطا کیا تھا۔ ان کے دل میں تعلیم کی بڑی قدر تھی۔ انھوں نے اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے دل کھول کر پیسہ خرچ کیا اور انھیں اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ ان کے تین بیٹے تھے اور تینوں ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوئے۔ بڑے بیٹے سرت چندر بوس ملک کے مشہور لیڈر تھے۔ منجھلے بیٹے ڈاکٹر ستیش چندر بوس ایک کامیاب ڈاکٹر تھے اور چھوٹے بیٹے سبھاش چندر بوس کا شمار دیش کے عظیم لیڈروں میں ہوتا ہے۔

نیتا جی ۲۳؍ جنوری ۱۸۹۷ء کو کٹک میں پیدا ہوئے۔ ان کا پورا نام سبھاش چندر بوس تھا۔ بچپن ہی سے ان میں رحم وسخاوت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ غریبوں اور اپاہجوں سے بے حد پیار کرتے، مصیبت زدہ لوگوں کی تکلیف دیکھ کر اکثر رونے لگتے، ان کی اس عادت پر لوگ بہت متعجب ہوا کرتے تھے۔

۱۹۰۹ء میں سبھاش بابو کٹک کے کالجیٹ اسکول میں داخل کیے گئے۔ یہ پڑھنے میں بہت تیز اور بلا کے ذہین تھے۔ انھوں نے ۱۹۱۲ء میں میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ انگریزی زبان سے دلی لگاؤ ہونے کی بنا پر سبھاش بابو کو انگریزی زبان پر دسترس حاصل تھی۔ اس لیے ان کے استاد کہا کرتے کہ ”ایسی انگریزی تو میں خود بھی نہیں لکھ سکتا۔“

میٹرک پاس کرنے کے بعد سبھاش بابو پریسڈنسی کالج کلکتہ میں داخل کیے گئے۔ 1915ء میں ایف۔اے کے امتحان میں اول آئے۔ انگریزوں کا دور تھا۔ کالج میں سبھاش بابو ”دیش بھگت“ کے نام سے مشہور تھے۔ انگریز پروفیسر ایف آرٹن تھا۔ جو بات بات پر ہندوستانی طلبا کی توہین کیا کرتا تھا۔ سبھاش بابو یہ بات برداشت نہ کرسکے اور انھوں نے طلبا کی انجمن بنا کر ہڑتال کا اعلان کردیا۔ اس کامیاب ہڑتال کی وجہ سے کالج کمیٹی نے طلبا کے مطالبات کو تسلیم کرلیا، مگر بعد میں انگریزوں نے سبھاش بابو کو غدار قرار دے کر دو سال کے لیے کلکتہ یونیورسٹی سے خارج کردیا۔ دو سال بعد سبھاش بابو کلکتہ کے اسکاٹش چرچ کالج میں داخل ہوئے۔ یہاں سے بی۔اے آنرس کا امتحان پاس کیا۔ بی۔اے پاس کرنے کے بعد سول سروس کی اعلیٰ

تعلیم کے لیے ولایت گئے۔اسی دوران ہندوستان میں عدم تعاون کی تحریک چل پڑی۔اس وقت بنگال کے ہر دل عزیز رہنما دیش بندھوداس تھے۔جوسبھاش بابو کے اندر چھپی ہوئی وطن پرستی سے خوب واقف تھے۔

۱۹۱۶ء میں جب عدم تعاون کی تحریک زوروں پر چلنے لگی تو دیش بندھو داس نے سبھاش بابو کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔اس وقت سبھاش بابو آئی۔سی۔ ایس کوٹھکرا کر واپس ہندوستان چلے آئے اور دیش بندھو داس جی کے ساتھ رہ کر ملک کی خدمت میں لگ گئے۔ سبھاش بابو کا تحریک میں شامل ہونا تھا کہ بنگال میں عدم تعاون کی تحریک میں شدت پیدا ہوگئی۔انگریزی حکومت اس جوش وخروش کو دیکھ کر گھبرا گئی اور دسمبر ۱۹۱۹ء میں سبھاش بابو کو گرفتار کرلیا۔گرچہ طالب علمی کے زمانے سے ہی سبھاش بابو کا تعلق کانگریس سے تھا،لیکن ۱۹۲۰ء سے یہ کھل کر کانگریس کے کاموں میں حصہ لینے لگے اوراس طرح کانگریس میں شامل ہوکر آزادی کی جنگ میں کود پڑے۔ ۱۹۳۶ء میں سبھاش بابو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے صدر بنائے گئے،لیکن بعد میں کانگریس ورکنگ کمیٹی کے کچھ ممبروں سے اختلاف ہونے کی وجہ سے آپ نے کانگریس سے استعفیٰ دے دیا۔''مبادا ہندوستان کی آزادی کے دشمن یہ خیال کریں کہ کانگریس میں پھوٹ ہے ایسا نہیں ہے۔بلکہ جہاں تک سامراج کے خلاف جدوجہد کرنے کا سوال ہے۔ اس میں ہم سب متحد ہیں۔''

جنگ آزادی کی لڑائی میں جہاں تک مقصد کا سوال تھا۔سبھاش بابو کانگریس کے ہم خیال تھے،لیکن کانگریس کا طریق کار انہیں قطعی پسند نہ تھا۔سبھاش بابو نے کانگریس سے استعفیٰ دینے کے بعد فارورڈ بلاک نامی پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ٹھیک اسی وقت ہندوستانیوں کو بدنام کرنے کے لیے انگریزوں نے بنگال میں ''بلیک ہول'' کی فرضی کہانی گڑھی۔سبھاش بابو نے اس کے خلاف زوردار تحریک چلائی تو انگریزی حکومت نے سبھاش بابو کو پھر گرفتار کرلیا۔گرچہ انگریزی حکومت اس تحریک کے سامنے جھک گئی،لیکن سبھاش بابو کو رہا نہیں کیا۔سبھاش بابو نے جیل میں ہڑتال کردی۔اس طرح انگریزی حکومت انھیں رہا کرنے پر مجبور ہوگئی۔یہ زمانہ دوسری جنگ عظیم کا تھا۔ساری دنیا اس جنگ کی لپیٹ میں آگئی تھی۔سبھاش بابو کا خیال تھا کہ جس طرح یورپ کے غلام ملکوں نے آزادی کے حصول کے لیے غیر ممالک میں اپنی قومی فوجیں بنائیں اوران قومی فوجوں کے ذریعہ آزادی حاصل کی۔اسی طرح وہ بھی چاہتے تھے کہ جاپان میں اپنی قومی آزاد ہندفوج بنا کراس کے ذریعہ ہندوستان کی آزادی حاصل کریں۔اس مقصد کے تحت وہ جرمنوں اور جاپانیوں سے ہندوستان کی آزادی کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے تھے۔چنانچہ رہائی کے بعد انھوں نے اپنا زیادہ تر وقت تنہائی میں گزارنا شروع کر دیا اور لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر کے عوام میں مشہور کیا کہ وہ سخت بیمار ہیں۔تقریباً دو ماہ تک اپنے کمرے میں بند رہے اور کسی سے نہیں ملے۔یہاں تک کہ ان کے کھانے پینے کی چیزیں ان کے کمرے کے دروازے کے سامنے رکھ دی جاتیں۔انھیں وہ چپ چاپ اٹھا لیتے اوراستعمال کے بعد خالی برتن باہر رکھ

دیتے۔ لوگ سمجھے کہ شاید سبھاش بابو نے سنیاس لے لیا ہے اور اس طرح انگریزی حکومت ان کی جانب سے بے پروا ہوگئی۔ پھر ۲۶/جنوری کو سبھاش بابو اپنے کمرے سے اچانک غائب ہوگئے اور خفیہ طور پر چھپتے چھپاتے دہلی آئے۔ یہاں سے پشاور گئے۔ پھر وہاں سے آپ روم افغانستان، ماسکو اور جرمنی ہوتے ہوئے جاپان پہنچے۔ جاپان سے ۲/جولائی ۱۹۲۳ء کو سبھاش بابو سنگاپور گئے۔ جہاں ۴/جولائی کو آزاد ہندفوج کے صدر بنائے گئے۔ آزاد ہندفوج میں کسی قسم کا کوئی بھید بھاؤ نہ تھا ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، بنگالی، مراٹھی، برہمن اور ہری جن سب مل کر آزادی کی لڑائی لڑ رہے تھے۔ گویا کہ اس طرح سبھاش بابو جاپانیوں کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف لڑائی میں آزاد ہندفوج کو لے کر کود پڑے۔

آخر ۱۹۴۵ء کے اوائل میں دوسری عالمگیر جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ جرمنی اور اٹلی تو اس جنگ میں ہار چکے تھے۔ جاپانیوں نے بھی ہتھیار ڈال دیے۔ مجبوراً سبھاش بابو کی آزاد ہندفوج کو بھی ہتھیار ڈالنے پڑے۔ اس طرح آزاد ہندفوج بھی منتشر ہوگئی اور نیتاجی کا حسین خواب ٹوٹ گیا، لیکن آزاد ہندفوج کی قربانیوں اور شاندار کارناموں نے یہ بات ثابت کر دکھائی کہ اب گنتی کے چند دن انگریزوں کے ہندوستان میں رہ گئے ہیں۔

اس شکست کے بعد نیتاجی برما سے جاپان کے لیے روانہ ہوگئے، مگر ۱۶/اگست ۱۹۴۵ء کو جاپان نیوز ایجنسی نے یہ سنسنی خیز خبر دی کہ ''تھائی کوئو'' کے ہوائی اڈے پر سبھاش بابو کا جہاز ایک ہوائی حادثے کا شکار ہوگیا۔

چنانچہ ستمبر ۱۹۴۵ء میں بمبئی آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں مولانا ابوالکلام آزاد نے جذباتی طور پر ان الفاظ میں اپنی خواہش کا اظہار کیا میری خواہش ہے کہ سبھاش بابو کی موت کی خبر غلط ثابت ہو اور وہ صحیح وسلامت ہندوستان واپس آجائیں اور کافی عرصہ تک زندہ رہ کر اپنے وطن کی خدمت کریں۔'' ان کے ان الفاظ کی وجہ سے بعد میں عام طور پر ہندوستان کے ذمہ دار اور سیاسی حلقوں میں یہ یقین کیا جانے لگا کہ سبھاش بابو زندہ ہیں اور وہ روس میں ہیں۔

سبھاش بابو آج ہم میں نہیں ہیں، لیکن ان کا نام اور ان کے کارنامے آج بھی زندہ ہیں بلکہ ہندوستان کا ہر فرد سبھاش بابو کا احسان مند ہے کہ انھوں نے آزادی کی لڑائی میں ایک مؤثر رول ادا کیا۔ آج ہر ہندوستانی کی زبان پر سبھاش بابو کا دیا ہوا نعرہ ''جے ہند'' ہے یہی نہیں بلکہ آزاد ہندفوج کا گیت ہمیشہ ہندوستانیوں کو ہمت اور قوت بخشتا رہے گا۔

قدم قدم بڑھائے جا
خوشی کے گیت گائے جا
یہ زندگی ہے قوم کی
تو قوم پر لٹائے جا

۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا ملک آزاد ہوگیا۔ آزادی کے اس مبارک موقع پر گرچہ سبھاش بابو ہمارے درمیان نہ رہے۔ لیکن اس عظیم سپاہی کا نام ہندوستان کی آزادی کی تاریخ میں نہ صرف سنہرے حرفوں سے لکھا جائیگا بلکہ ہمیشہ زندہ وتابندہ رہے گا۔

○○